مجلس قرأت میں قاری کی عمدہ تلاوت پر تحسین ودعاؤں کا تحفہ پیش کرنا
درست ہے مگر داد و تحسین کی نوازش ختم قرأت پر ہونی چاہئے

حسن قرأت پر تعریف کی نوعیت

﴿تالیف﴾

مفتی رشید احمد فریدی
استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت
گجرات، الہند

مجلس قرأت میں قاری کی عمدہ تلاوت پر تحسین ودعاؤں کا تحفہ پیش کرنا
درست ہے مگر دادو تحسین کی نوازش ختم قرأت پر ہونی چاہئے

حسن قرأت پر تعریف کی نوعیت

{ تالیف }
مفتی رشید احمد فریدی
استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت
گجرات، الہند

{تفصیلات}

نام کتاب:...حسن قرأت پر تعریف کی نوعیت

مؤلف:...مفتی وقاری رشید احمد فریدی

کتابت وسیٹنگ:...خلیل احمد بن رشید احمد فریدی

سن طباعت:...سنہ ۱۴۳۸ھ

ناشر:...مکتبہ علم وحکمت

صفحات:...۷

قیمت:...۱۰

{ملنے کا پتہ}

(۱) مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت

(۱) مکتبہ علم وحکمت فریدی منزل، اٹالوہ

(۲) محمود کتاب گھر، نوساری

{فہرست}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

{تمہید}

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد۔

قرآن کریم کے بہت سے آداب میں سے ایک اہم ادب قرأت کے دوران کان لگانا یعنی غور سے سننا اور خاموش رہنا ہے۔ آیت شریفہ [**اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا**] کا حکم نماز اور خطبہ جمعہ میں وجوب شرعی کا ہے۔ اور عام حالت میں جب کہ مجلس میں قرأت کرنے والا ایک ہو باقی لوگ سامع ہوں استماع اور انصات قرآن کا حق اور موکد ادب ہے۔ غالبا یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی صحابہ کرامؓ کے سامنے قرآن کریم پڑھا ہمہ تن گوش سنتے رہے اور ایک موقع پر صحابہ کرامؓ کے سامنے پوری سورہ رحمٰن پڑھ کر سنائی اور صحابہؓ بالکل خاموش رہے، معلوم ہوا کہ قرأت قرآن کے دوران کان لگانا اور خاموش رہنا قرآن کریم کا حق ہے۔

{عمدہ قرأت پر تحسین و تصویب کا ثبوت}

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرامؓ سے قرآن کریم سننا اور قرأت کے بعد انکی تصویب یا تعریف کرنا بھی منقول ہے۔ [ا] چنانچہ حضرت عمر بن خطابؓ کا مشہور قصہ ہے کہ آپؓ نے حضرت ہشامؓ کو پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ یہ اس طریق کے خلاف پڑھتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو پڑھایا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے

ہشامؓ سے فرمایا پڑھو جب وہ پڑھ چکے تو فرمایا ''ھکذاانزلت '' پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا تم پڑھو، حضرت عمرؓ نے پڑھکر سنایا تو فرمایا ''ھکذاانزلت '' یہ اختلاف قرأت پر تصویب ہوئی۔[۲] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰؓ اشعریؓ کی قرأت سنی اور بعد میں انکی تعریف فرمائی لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد تمہیں حضرت داؤدؑ کے لہجوں میں سے ایک لہجہ دیا گیا ہے [۳] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اہل حمص کے مجمع میں ایک مرتبہ سورہ یوسف پڑھی تو سامعین میں سے ایک شخص نے (جو شراب کے نشے میں تھا) ناپسندیدگی کا اظہار کیا تب آپ نے فرمایا: واللہ لقد قرأتھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالی لی ''احسنت'' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ یوسف پڑھکر سنائی تو آپنے مجھے ''احسنت'' فرمایا یعنی میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی ان دونوں واقعہ میں حسن قرأت پر توصیف وتعریف ہے (مسلم شریف)۔غرض یہ کہ صحیح اور عمدہ قرأت پر اسکی داد اور تحسین کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء میں شیخ الازھر قاہرہ مصر کی تشریف آوری پر محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی صدارت میں بہت بڑا اجلاس ہوا تھا اور کبار علمائے ہند بھی شریک تھے ۔افتتاح اجلاس میں جامعہ کے استاذ القراء حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپوری مدظلہ العالی نے قرأت فرمائی تھی قرأت سے فراغت پر شیخ الازھرؒ نے احسنت، احسنت فرمایا تھا۔

{تحسین کا موقع اور محفلِ مشاعرہ سے امتیاز}

مذکورہ احادیث اور واقعہ سے معلوم ہوا کہ حسن قرأت پر قاری کی تحسین و تصویب ''قطع''، یعنی ختم قرأت پر ہونی چاہیے۔ ہاں اگر حسن قرأت سے متأثر ہوکر سننے والے کی زبان سے قاری کے وقف کرتے ہی بے اختیار اللہ، اللہ یا سبحان اللہ یا ماشاء اللہ جیسے کلمات نکل جائیں تو اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ اصلاح کی غرض سے دوران قرأت تنبیہ کرنا ممنوع نہیں ہے جیسا کہ تعلیم و تعلم میں ہوتا ہے۔ لیکن جب مقصود محض قرآن سننا اور سنانا ہے تو پھر دوران قرأت مدح سرائی و ہمت افزائی اور دعائیہ کلمات کہنا انصات (جسکے معنی سکوت کے ہیں) کے خلاف ہے غالباً اسی وجہ سے خطبہ کے درمیان نہی عن المنکر بھی ممنوع ہے۔

آج کل مظاہرۂ قرأت کی محفلوں میں قرأت کے درمیان بحالت وقف اور کبھی وقف کرنے سے پہلے ہی مدح سرائی و ہمت افزائی کا سلسلہ فرد خاص ''ناظم محفل'' کی طرف سے وہ بھی ببانگ دہل (یعنی مائک پر) شروع ہوجاتا ہے اور یہ سراسر تکلفا وعمداً کیا جاتا ہے۔ مدح سرائی کا یہ طرز ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محفل مشاعرہ کی نقل ہے مشاعرہ میں غزلیں اور نظمیں وغیرہ پڑھی اور سنائی جاتی ہیں چونکہ اسکے معانی اور مفاہیم عام ذہنی سطح کے مطابق ہوتے ہیں اسلئے شاعر کی شعر گوئی پر دلچسپ مضمون ہونے کی وجہ سے فرحت و سرور میں شعر پورا ہوتے ہی اور اکثر شعر پورا ہونے سے قبل ہی داد و ستائش کی سوغات ملنے لگتی ہیں اور شاعر بھی داد وعطا کا خواہاں رہتا ہے اسلئے اس طریق کو محفل مشاعرہ کی خوبی تصور کرتے ہیں اور ادب خیال کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے اسلئے مجلس قرأت کا محفل مشاعرہ سے امتیاز ہونا چاہئے پس قرأت قرآن کے دوران توجہ سے

سننا اور خاموش رہنا ہی ادب ہے اور وقف کے لمحات اثنائے قرأت کا زمانہ ہے اس لئے قرآن کی آواز اگر نہیں پہنچ رہی ہے تب بھی انصات بہر حال واجب ہے، لہذا اس وقت مدح سرائی و ہمت افزائی اور دعائیہ کلمات کی نوازش کرنا جیسا کہ رواج بنتا جا رہا ہے خلاف ادب ہے اور اسلاف و اکابر کے طریقہ سے اعراض ہے۔ نیز آیت کریمہ ''**وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیه**'' (سورہ فصلت/۲۶) سے بھی دورانِ قرأت شور وغوغا کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے

{راوجی طرز تعریف سے احتراز}

تعریف و ہمت افزائی کے اس رواجی طریق میں ایک خرابی یہ ہے کہ ناظم محفل کی تعریفی بلند آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ اثر و کیف جو حسن قرأت کی وجہ سے منجانب اللہ دل میں پیدا ہوتا ہے اور رغبت الی القرآن اور ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے دفعتاً ختم ہو جاتا ہے پھر قاری جب قرأت کرنے لگتا ہے تو کان لگا کر سننے کے نتیجہ میں پھر کیف روحانی سے ایک تعلق قائم ہوتا ہے مگر وقف کرتے ہی ناظم مجلس کی غیر قرآنی بلند آواز سامعین کی کیفیت پر غالب آ جاتی ہے اور سامعین کو قرأت قرآن کے سننے سے جو فیض دل میں اثر انداز ہونا چاہئے وہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ بہر حال مجلس قرأت میں تعریف و توصیف اور ہمت افزائی نیز دعاؤں کی سوغات بھی پیش کی جا سکتی ہے مگر قاری کی قرأت کے ختم پر نہ کہ اس سے قبل۔ اور جو رواج محفل مشاعرہ کے مثل شروع ہوا ہے اسے ختم ہی کیا جائے۔ فقط

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ : رشید احمد فریدی